سنہرے اوراق

تاریخ اسلامی سے چمکتے دمکتے واقعات

عبدالمالک مجاہد

دارالسلام
DARUSSALAM

فہرست مضامین

جب کداء سے گھوڑوں کی آمد ہوئی 05

عمرو بن عاصؓ کا قبول اسلام 11

بچپن ہی میں نبوت کی خوشخبری 17

بے سود فیاضی 24

وفادار اعرابی 28

وعدے کا پاس 31

درگزر کرنے والے 33

دشمن جاں پر مہربانی 34

اور وہ کامیاب ہو گیا 35

میں بڑا ہی منحوس ہوں 37

اینٹ اور شراب 38

صدقے سے علاج 39

ٹوٹ گئے مٹکے 41

خوش نصیب چرواہا 44

جسے اللہ رکھے! 46

فضیلت کا تقاضا 47

سہیل بن عمروؓ کی فراست 48

انداز اپنا اپنا 50

وہ پھر بھی مشتعل نہیں ہوا 52

جب کداء سے گھوڑوں کی آمد ہوئی

حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ حضرت ابوسفیان بن حرب رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے کا قصہ بیان کرتے ہیں کہ میں ملک یمن میں تجارتی قافلے کے ساتھ گیا ہوا تھا۔ قافلے میں ابوسفیان بن حرب بھی تھے۔ یمن میں قیام کے دوران ہمارا معمول یہ تھا کہ ایک روز میں کھانا پکا کر ابوسفیان اور قافلے کے دیگر افراد کے پاس لے جاتا اور کھانا کھلاتا، اور ایک دن ابوسفیان کھانا پکاتے اور ساتھیوں کو کھلاتے۔ گویا ہم باری باری یہ ذمہ داری نبھاتے۔

ایک دن جب کہ میری باری تھی اور میں کھانا پکا رہا تھا کہ ابوسفیان بن حرب میرے پاس آئے اور کہا: ابوالفضل! کیا آپ ایسا کر سکتے ہیں کہ آپ ہمارے ڈیرے پر تشریف لائیں اور کھانا بھی وہیں منگا لیں؟ میں نے کہا: کوئی حرج نہیں ہے۔ چنانچہ میں اپنے دیگر ساتھیوں کے ساتھ ابوسفیان کے ڈیرے پر پہنچا اور کھانے پینے کا سارا سامان وہیں منگا لیا۔

جب سارے لوگ کھانا کھا کر فارغ ہو گئے اور چلے گئے تو ابوسفیان نے مجھے اپنے پاس ہی روک لیا اور گویا ہوئے:

«هَلْ عَلِمْتَ أَنَّ ابْنَ أَخِيكَ يَزْعُمُ أَنَّهُ رَسُولُ اللهِ!؟».

”آپ کو معلوم ہے کہ آپ کا بھتیجا دعوی کر رہا ہے کہ وہ اللہ کا رسول ہے؟“

میں نے پوچھا: میرا کون سا بھتیجا؟

ابوسفیان نے کہا: آپ مجھ سے چھپا رہے ہیں، آپ کے ایک بھتیجے کے سوا بھلا یہ بات کون کہہ سکتا ہے!

میں نے پوچھا: میرا کون سا بھتیجا، اس کی نشاندہی تو کریں۔

ابوسفیان نے کہا: آپ کا بھتیجا محمد، جو آپ کے بھائی عبداللہ کا بیٹا ہے۔

میں نے کہا: نہیں نہیں، ایسی کوئی بات نہیں ہے۔

ابوسفیان نے کہا: نہیں بلکہ یہ سچ ہے کہ اس نے نبی ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔

پھر ابوسفیان نے اپنے بیٹے حنظلہ بن ابی سفیان کا بھیجا ہوا خط نکال کر مجھے دکھایا جس کا مضمون کچھ یوں تھا:

«إِنَّ مُحَمَّدًا قَامَ بِالْأَبْطَحِ غُدْوَةً، فَقَالَ: أَنَا رَسُولُ اللهِ، أَدْعُوكُمْ إِلَى اللهِ».

''صبح محمد نے بطحاءِ مکہ (وادی مکہ) میں کھڑے ہو کر لوگوں کے سامنے اعلان کیا ہے: میں اللہ کا رسول ہوں، اور تمہیں اللہ کی طرف بلاتا ہوں۔''

میں نے کہا: ابوحنظلہ! ممکن ہے، وہ سچ کہہ رہا ہو۔

ابوسفیان جلدی سے گویا ہوئے: چپ رہیے ابوالفضل! اللہ کی قسم! خدارا آپ ایسی بات نہ کہیں، مجھے تو خدشہ ہے کہ آپ بھی بغیر سوچے سمجھے اس کے دعوے کی تصدیق نہ کر بیٹھیں۔ پھر ابوسفیان نے کہا: اے بنوعبدالمطلب! اللہ کی قسم! قریش کا دعویٰ ہے کہ لوگوں کے لیے تم (یعنی بنوعبدالمطلب) نحوست بھی ہو اور سعادت بھی اے ابوالفضل! میں آپ کو اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں، کیا آپ نے یہ بات نہیں سنی ہے؟

میں نے کہا: ہاں، سنی تو ہے۔

ابوسفیان نے کہا: پھر اللہ کی قسم! یہ (محمد) تم لوگوں کی طرف سے نحوست ہے۔

میں نے کہا: ممکن ہے نحوست کی بجائے سعادت ہو۔

ابھی اس بات کو چند ہی دن گزرے تھے کہ حضرت عبداللہ بن حذافہ سہمی رضی اللہ عنہ یہ خبر لے کر یمن پہنچ گئے کہ واقعی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ میں اسلام کا دعویٰ کیا ہے وہ خود بھی اسلام قبول کر چکے تھے۔ پھر تو یمن میں جگہ جگہ اس نئے دین کا چرچا ہونے لگا۔ ایک دفعہ یوں ہوا کہ ابوسفیان بن حرب یمن کے ایک یہودی عالم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے تو اس نے پوچھا: ابوسفیان! یہ جو مجھے خبر پہنچی ہے، اس کی حقیقت کیا ہے؟

ابوسفیان نے کہا: یہی بات تو میں نے بھی سنی ہے۔

یہودی عالم: جو آدمی نبوت کا مدعی ہے، اس کا چچا یہاں کون ہے؟

ابوسفیان: میں ہی اس کا چچا ہوں۔

یہودی عالم: کیا تم اس مدعیٔ نبوت کے والد کے بھائی ہو؟

ابوسفیان: ہاں۔

یہودی عالم: اس مدعیٔ نبوت کے حالات سے مجھے آگاہ کرو۔

ابوسفیان: یہ سوال آپ مجھ سے نہ کریں، کیوں کہ میں کبھی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ میرا بھتیجا اس قسم کا دعویٰ کر بیٹھے گا، میں اس کو عیب نہیں لگاتا، ہاں اتنا ضرور ہے کہ دوسرے اس سے بہتر نہیں ہیں۔

یہودی عالم: پھر تو اس کو کچھ گزند نہیں پہنچنا چاہیے، اور یہودیوں کو بھی اس سلسلہ میں کچھ حرج نہیں ہونا چاہیے۔

حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جب مجھے ابوسفیان اور یہودی عالم کے مابین مکالمے کی خبر پہنچی تو میری حمیت جاگ اٹھی اور دوسرے دن

میں جا کر اسی مجلس میں بیٹھ گیا جس میں ابوسفیان اور یہودی عالم بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے یہودی عالم سے کہا: مجھے خبر ملی ہے کہ آپ نے ہمارے درمیان مدعیٔ نبوت کے چچا کے بارے میں پوچھا تو ابوسفیان نے کہا کہ وہ اس کے چچا ہیں جبکہ وہ اس کے چچا نہیں بلکہ اس کے چچا زاد بھائی ہیں، البتہ میں اس کا چچا اور اس کے والد کا سگا بھائی ہوں۔

یہودی عالم نے پوچھا: کیا واقعی آپ اس مدعیٔ نبوت کے والد کے سگے بھائی ہیں؟

میں نے کہا: ہاں، میں اس کے والد کا سگا بھائی ہوں۔

چنانچہ وہ یہودی عالم ابوسفیان کی طرف متوجہ ہوا اور پوچھا: کیا یہ سچ ہے؟

ابوسفیان نے جواب دیا: ہاں۔

پھر میں نے کہا: آپ مجھ سے میرے بھتیجے کے متعلق جو پوچھنا چاہتے ہیں پوچھیں، اور ہاں اگر میں اس کے بارے میں کچھ جھوٹ بولوں تو پھر یہ ابوسفیان میری گرفت کریں۔

اب یہودی عالم میری طرف متوجہ ہو گیا اور پوچھا:

«أَنْشُدُكَ اللهَ! هَلْ فَشَتْ لِابْنِ أَخِيكُم صَبْوَةٌ أَوْسَفْهَةٌ؟».

"میں آپ کو اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں! کیا آپ کے بھتیجے کے بارے میں کبھی یہ بات پھیلی ہے کہ وہ بچوں کی سی حرکتیں کرتا ہے، یا نادان ہے؟"

میں نے کہا:

«لَا وَإِلٰهِ عَبْدِالْمُطَّلِبِ! وَلَا كَذَبَ وَلَا خَانَ، وَكَانَ اسْمُهُ عِنْدَ قُرَيْشٍ الْأَمِينَ».

"نہیں نہیں، عبدالمطلب کے معبود کی قسم! کبھی اس نے جھوٹ نہیں بولا اور

نہ ہی اس نے خیانت کی، اور قریش اسے امین کے نام سے پکارتے ہیں۔''

یہودی عالم نے پوچھا: کبھی اس نے اپنے ہاتھ سے کوئی چیز لکھی؟

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے اثبات میں جواب دینا چاہا لیکن فوراً میں سنبھل گیا کہ میرے پیچھے ابوسفیان موجود ہیں، اگر میں جھوٹ بولوں گا تو وہ فوراً مجھے جھٹلا دیں گے۔ چنانچہ میں نے اس کو جواب دیا: نہیں، اس کو لکھنا نہیں آتا۔

یہ سننا تھا کہ یہودی عالم اٹھ کھڑا ہوا اور اپنی چادر چھوڑ کر باآواز بلند یہ کہتے ہوئے چلا گیا:

«ذُبِحَتْ يَهُودُ! قُتِلَتْ يَهُودُ!».

''یہود ذبح کر دیے گئے! یہود قتل کر دیے گئے!''

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جب ہم اپنے ڈیرے میں واپس آئے تو ابوسفیان نے مجھ سے کہا: اے ابوالفضل! یہود آپ کے بھتیجے سے خوفزدہ ہیں۔

میں نے کہا: ابوسفیان! ایسا کیوں نہ ہو کہ آپ بھی اس پر ایمان لے آئیں، اگر وہ نبی برحق ہوگا تو آپ سبقت کرنے والوں میں سے ہوں گے اور اگر وہ باطل ہوگا تو آپ کے علاوہ آپ کے ہم مثل دیگر لوگ بھی آپ کے ساتھ ہیں؟

ابوسفیان نے کہا:

«لَا وَاللهِ! مَا أُؤْمِنُ بِهِ حَتَّى أَرَى الْخَيْلَ تَطْلُعُ مِنْ كَدَاءٍ».

''اللہ کی قسم! نہیں، میں اس پر ایمان نہیں لا سکتا یہاں تک کہ میں گھوڑوں کو کداء (مکہ کے ایک پہاڑ کا نام ہے) سے آتے ہوئے نہ دیکھ لوں۔''

میں نے کہا: یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟

ابوسفیان نے کہا:

«كَلِمَةٌ - وَاللهِ! - جَاءَتْ عَلَى فَمِي مَا أَلْقَيْتُ لَهَا بَالًا، إِلَّا أَنِّي أَعْلَمُ أَنَّ اللهَ لَا يَتْرُكُ خَيْلًا تَطْلُعُ مِنْ كَدَاءٍ».

''اللہ کی قسم! یہ کلمہ بے ارادہ میری زبان سے نکل گیا، میں نے قصداً نہیں کہا ہے۔ ہاں مجھے اتنا ضرور یقین ہے کہ اللہ تعالی گھوڑوں کو کداء پہاڑ سے نہیں آنے دے گا۔''

پھر جب رسول اکرم ﷺ نے مکہ کو فتح کیا تو ہم نے گھوڑوں کو کداء سے آتے ہوئے دیکھا۔ اس وقت میں نے ابوسفیان سے کہا: اے ابوسفیان! کیا آپ کو وہ کلمہ یاد ہے جو آپ نے مجھ سے کہا تھا؟

ابوسفیان نے کہا:

«وَاللهِ! إِنِّي ذَاكِرُهَا! فَالْحَمْدُ للهِ الَّذِي هَدَانِي لِلإِسْلَامِ».

''اللہ کی قسم! مجھے وہ کلمہ یاد ہے! اللہ کا شکر ہے جس نے مجھے اسلام کی ہدایت دی''[1]۔

(1) دیکھئے: کتاب الأغانی (93/6)، دارالفکر، البدایة والنهایة (527-525/3) دارهجر، السیرة الحلبیة (301/1)، قصص العرب (110/1).

عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام

عرب کے ذہین ترین فرد حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ اپنے اسلام قبول کرنے کا قصہ بیان کرتے ہیں: جب ہم غزوۂ خندق سے واپس مکہ مکرمہ آئے تو میں نے قریش کے چند لوگوں کو اکٹھا کیا جو میری رائے کو اہمیت دیا کرتے تھے اور میری بات دھیان سے سنا کرتے تھے۔ جب سردارانِ قریش میرے پاس جمع ہوئے تو میں ان سے مخاطب ہوا:

"تمہیں خوب اچھی طرح معلوم ہے اور اللہ کی قسم! میں بھی دیکھ رہا ہوں کہ محمد کا دین روز بروز ترقی کر کے ایک بھاری جمعیت کی شکل اختیار کر چکا ہے جس سے نمٹنا اب عربوں کے لیے ناممکن نہیں تو دشوار ضرور ہے۔ اس لئے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور اس کے لائے ہوئے مذہب کو اگر جلد سے جلد جڑ سے ختم کرنا ہے تو اس کے لئے کوئی خاطر خواہ اور موئثر قدم اٹھانا پڑے گا۔ اس اقدام میں جتنی بھی تاخیر ہوگی ہمیں اسی قدر نقصانات کا سامنا کرنا پڑے گا کیوں کہ پہلے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اکیلا ہی اسلام کا کلمہ بلند کرتا تھا لیکن دیکھتے ہی دیکھتے اب اس کلمے کے ماننے والوں کی تعداد ہزاروں میں پہنچ چکی ہے، اور اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی روش پر کوئی زبردست قدغن عائد نہ ہوئی تو پھر اس دین کا ڈنکا آفاقِ عالم میں بجنے لگے گا اور اس وقت ہم سب کی پگڑیاں اس کے پیروکاروں کے جوتوں سے روندی جائیں گی۔ اور ہاں، تم لوگ جب میرے پاس اکٹھے ہوئے ہو تو میں اپنی ایک تجویز سے تمہیں آگاہ کر دینا چاہتا ہوں، ممکن ہے تمہیں میری یہ تجویز پسند آئے اور آگے کی جانب قدم بڑھانے میں تم لوگ میری پوری مدد کر سکو۔"

الصفحات الذهبية

روشن ماضی کے زندہ اور چمکتے دمکتے واقعات پر مشتمل یہ ہماری سنہری تاریخ کے گمشدہ اوراق ہیں جو ہر چھوٹے بڑے کے لیے یکساں دلچسپی رکھتے ہیں۔

ذہن کو جِلا دینے والے اور سوچنے سمجھنے پر مجبور کرنے والے یہ حیران کن مشاہدات اور سبق آموز قصے ہماری کردار سازی اور شخصیت کی تعمیر میں بنیادی اہمیت کے حامل ہیں۔

تحفے میں دینے کے لیے بہترین کتاب

دارُالسّلام

کتاب وسُنّت کی اِشاعت کا عالمی اِدارہ

ریاض ۔ جدہ ۔ الخبر ۔ شارجہ

لندن ۔ ھیوسٹن ۔ نیویارک ۔ لاھور

ISBN: 9960-732-02-9

9789960732022